AGA KHAN UNIVERSITY EXAMINATION BOARD

HIGHER SECONDARY SCHOOL CERTIFICATE

CLASS XI EXAMINATION

MAY 2012

Urdu Compulsory Paper II

Time allowed: 2 hours 10 minutes Marks 60

ہدایات

درج ذیل ہدایات کو غور سے پڑھیے۔

1۔ آپ اپنا نام اور اپنے اسکول سے متعلق کوائف کو غور سے پڑھیے اور تصدیق کیجیے کہ وہ درست ہیں۔

میں تصدیق کرتا / کرتی ہوں کہ میرا نام اور میرے اسکول کا نام درست ہے۔ **امیدوار کے دستخط**

2۔ خصوصی ہدایت: اس پرچے میں کل پانچ سوالات ہیں۔ تمام سوالوں کے جوابات دیجیے۔

3۔ اپنے جوابات لکھتے وقت ان باتوں کا خیال رکھیے:

ہر سوال کو غور سے پڑھیے۔

شکل کے لیے سیاہ پنسل استعمال کیجیے۔ رنگین پنسل ہرگز استعمال نہ کیجیے۔

کسی بھی قسم کی پِن، گوند یا سیاہی مٹانے والی کوئی بھی چیز استعمال نہ کیجیے۔

صفحے کے چوکھٹے (باکس) کے باہر کچھ نہ لکھیے۔ اپنا جواب دی گئی سطور میں مکمل کیجیے۔

4۔ ہر سوال کے نمبر قوسین ( ) میں دیے گئے ہیں۔

حصۂ نثر:

سوال۔1 (کل10 نمبر)

”وہ کہ اس ویرانے میں دشت نوردی کرتا تھا، بھوک لگتی تو کھجور کے چند دانے کھالیتا، اور چھاگل سے چند گھونٹ پانی لے کر حلق تر کرتا، اور پھر آسمان کی طرف منہ اٹھاکر دیکھتا ہی چلا جاتا کہ ایسے موقعے پر آسمان اور بھی نیلا اور پُراسرار نظر آتا ہے۔۔۔۔ پھر یوں کہ ایک صبح وہ یونہی فرشِ ریگ پر پاؤں پھیلائے بیٹھا تھا کہ پچھّم یعنی مغرب کی جانب سے ایک آہنی چڑیا پرواز کرتی ہوئی آئی، اور حدِّ نظر کے اس طرف ٹھہر گئی۔ پھر ایک مرد سفید فام گندم گوں بالوں اور کنجی آنکھوں والا اس کی طرف تیز قدموں چلتا ہوا آیا اور اس کی پھیلی ہوئی ٹانگ کو اپنی چھڑی سے چھو کر یوں گویا ہوا۔“

(الف) درج بالا عبارت کے سیاق وسباق کی نشان دہی کرتے ہوئے مصنّف کی طرزِ تحریر پر تبصرہ کیجیے۔ (6 نمبر)

” رنگ سانولا مگر روکھا، قد خاصا اونچا تھا مگر چوڑان نے لمبان کو دبا دیا تھا۔ دُہرا بدن، گدرا ہی نہیں بلکہ موٹاپے کی طرف کسی قدر مائل۔ فرماتے تھے کہ بچپن میں ورزش کا شوق تھا، ورزش ترک کر دینے سے بدن جس طرح مُرمروں کا تھیلا ہو جاتا ہے۔ بس یہی کیفیت تھی۔ بھاری بدن کی وجہ سے چونکہ قد ٹھنگنا معلوم ہونے لگا تھا اس لیے اس کا تکملہ اونچی تر کی ٹوپی سے کر دیا جاتا تھا۔ کمر کا پھیر ضرورت سے زیادہ تھا۔ توند اس قدر بڑھ گئی تھی کہ گھر میں ازار بند باندھنا بے ضرورت ہی نہیں تکلیف دہ سمجھا جاتا تھا اور محض ایک گرہ کو کافی خیال کیا گیا تھا۔“

(ب) درج بالا عبارت کو پڑھ کر سبق کا مرکزی خیال تحریر کیجیے اور یہ بھی بتائیے کہ اس تحریر کا تعلق کس صنفِ ادب سے ہے؟ (4 نمبر)

تفہیمی عبارت:

سوال۔2 (کل 10 نمبر)

علم الکلام، مسلمانوں کے علمِ کلام یا فلسفۂ مذہب کی تاریخ ہے۔ شبلی لکھتے ہیں کہ ”مدت سے میرا ارادہ تھا کہ علمِ کلام کو قدیم اصول اور موجودہ مذاق کے مطابق مرتّب کیا جائے لیکن میں نے اس کے لیے ضروری سمجھا کہ پہلے علمِ کلام کی تاریخ لکھی جائے۔“ گویا یہ جدید علمِ کلام کی تمہید ہے۔ شبلی اپنے ماحول کو ہر حالت میں قدیم کے مطابق دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس کتاب میں متعدد مرتبہ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ”علم الکلام“ کو از سرِ نو مرتّب کرنا چاہیے لیکن یہ ضرور ہے کہ بزرگانِ سلف کے مقرر کردہ اصول کا سر رشتہ کہیں ہاتھ سے نہ جانے پائے۔

علم الکلام میں شبلی نے یہ اہم نکتہ پیش کیا ہے کہ مسلمانوں میں عقائد کا اختلاف اکثر سیاسی اسباب سے پیدا ہوتا رہا۔ شبلی اس تاریخی حقیقت پر اتنا اعتقاد رکھتے ہیں کہ انھوں نے عام ادبی اور فکری تحریکوں میں بھی سیاسی اثرات کا سراغ لگانے کی کوشش کی ہے اور مختلف ادبی اور علمی دائرے میں بھی سیاست کی کارفرمائیوں کا جائزہ لیا ہے۔ شبلی کے نزدیک علم الکلام کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم میں وہ بحثیں آتی ہیں جن میں اسلامی فرقوں کے اندرونی اختلافات کا تبصرہ اور تجزیہ ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو فلسفہ و حکمت کے مقابلے میں ایجاد ہوئی۔ شبلی علم الکلام کی ان دو قسموں کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ فلسفہ و حکمت کا اسلامی تاریخ کے ہر دور میں خاصا رواج رہا۔ شبلی نے اس خیال کی تردید کی ہے کہ مسلمانوں کا فلسفہ کا ملاً یونانی فلسفے سے ماخذ تھا۔ ان کا خیال یہ ہے کہ مسلمانوں نے اس فلسفے سے استفادہ ضرور کیا مگر اس میں اپنی طرف سے بہت اضافے کیے۔

شبلی کے محبوب فکری رہنماؤں میں امام ابن تیمیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کو خاصی اہمیت حاصل ہے ان کی رہنمائی قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ دین میں ایک طرف سنّت کے اِتباعِ کامل پر اصرار کرتے تھے اور دوسری طرف دین کے اسرار اور مذہب کی حکمت کو سمجھنے اور سمجھانے کی بھی بڑی اہمیت جانتے تھے۔

(الف) مولانا شبلی نعمانی نے ”علم الکلام“ کو از سرِ نو مرتّب کرنا کیوں چاہا؟ (2 نمبر)

(ب) مولانا شبلی نعمانی کے نزدیک علم الکلام کی کتنی قسمیں ہیں اور کون سی قسم علم الکلام کے لیے لازمی ہے؟ (3 نمبر)

(ج) عبارت کا خلاصہ تحریر کیجیے۔ (5 نمبر)

حصۂ نظم:

سوال۔3 (کل 10 نمبر)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں

(الف) درج بالا شعر کا مرکزی خیال شاعر کے حوالے کے ساتھ تحریر کیجیے۔ (4 نمبر)

نہ ہمت، نہ قسمت، نہ دل ہے، نہ آنکھیں
نہ ڈھونڈا، نہ پایا، نہ سمجھا، نہ دیکھا

(ب) درج بالا شعر میں موجود صنعت کی نشان دہی کیجیے۔ (2 نمبر)

1۔ لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام آفاق کی اس کارگہ شیشہ گری کا
2۔ ایسا آساں نہیں، لہو رونا دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں

(ج) درج بالا شعر میں سے کسی **ایک** کی تشریح کیجیے۔ (2 نمبر)

(د) میر تقی میر کو خدائے سخن کیوں کہا جاتا ہے کوئی دو اہم نکات تحریر کیجیے۔ (2 نمبر)

براہِ کرم صفحہ الٹیے

تخلیقی تحریر:

سوال۔4 (کل 18 نمبر)

پاکستانی رویت ہلال سے تنگ ہوں..... ایک دفعہ نہیں دو دفعہ تاک جھانک کرتے ہیں

درج بالا تصویر کے پس منظر میں مکالمہ یا کہانی تحریر کیجیے۔

ہدایات:

1۔ اپنی تحریر کا عنوان تجویز کیجیے۔

2۔ حالیہ واقعات کو مدِّ نظر رکھیے۔

3۔ طنز و مزاح کی خوبی کو اپنی تحریر کا حصہ بنائیے۔

براہِ کرم صفحہ الٹیے

سوال۔5 (کل 12 نمبر)

اخبار کے مدیر کو ایک خط تحریر کیجیے جس میں میڈیا کے ذریعے معاشرے میں پھیلنے والے ذہنی انتشار کا نہ صرف ذکر کیجیے بلکہ ایسے حالات میں میڈیا کو بہتر طور پر اپنے فرائض انجام دینے کا مشورہ دیجیے۔

اختتام

Please use this page for rough work

Please use this page for rough work